www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فکر ونظر

بیجنگ پلس 5+ فائیو کانفرنس

ع ''تیری بربادیوں کے مشورے ہیں UNO کے ایوانوں میں''

گذشتہ ماہ (۵ تا ۹ جون) نیویارک میں اقوامِ متحدہ کے نمائندوں کے ذریعے یہودیوں کا ایک خوفناک شیطانی منصوبہ پیش کیا گیا جس میں دنیا کے مختلف ممالک کے ہم خیال شیطانی دماغ مل کر بیٹھے اور ''خواتین ۲۰۰۰ء وا کیسویں صدی میں صنفی مساوات، امن اور ترقی'' کے نام پر چند فیصلے کئے گئے، جن کو یو این او کے پلیٹ فارم کے ذریعے ممبر ممالک میں نافذ کیا جانا تھا۔ یہ خواتین کے سلسلے میں پانچویں عالمی کانفرنس تھی۔ اس سے قبل حقوقِ نسواں کے نام پر خواتین کی چار عالمی کانفرنسیں منعقد ہوچکی ہیں:

پہلی بین الاقوامی کانفرنس:	۱۹۷۵ء میں، میکسیکو میں
دوسری بین الاقوامی کانفرنس:	۱۹۸۰ء میں، کوپن ہیگن میں
تیسری بین الاقوامی کانفرنس:	۱۹۸۵ء میں، نیروبی میں
چوتھی بین الاقوامی کانفرنس:	۱۹۹۵ء میں، بیجنگ میں

بیجنگ کانفرنس میں خواتین کی ترقی اور صنفی مساوات کے نام پر ایک بارہ نکاتی ایجنڈا طے کیا گیا تھا۔ وہ نکات درج ذیل ہیں: (۱) غربت (۲) تعلیم (۳) حفظانِ صحت (۴) عورتوں پر تشدد (۵) مسلح تصادم (۶) معاشی عدمِ مساوات (۷) مختلف اداروں میں مرد وعورت کی نمائندگی میں تناسب ۳۳ فیصد تک (۸) عورت کے انسانی حقوق (۹) مواصلاتی نظام خصوصاً ذرائع ابلاغ (۱۰) ماحول اور قدرتی وسائل (۱۱) چھوٹی بچی (۱۲) اختیارات اور فیصلہ سازی۔

خواتین کی پانچویں عالمی کانفرنس [جون ۲۰۰۰ء، نیویارک]

بیجنگ میں طے کردہ بارہ نکاتی ایجنڈا رکن ممالک کو عمل درآمد کے لئے دے دیا گیا تھا۔ چنانچہ اسی ایجنڈے پر کہاں تک عمل ہوسکا، اس کا جائزہ لینے کے لئے بیجنگ کانفرنس کے پانچ سال بعد ۵ جون سے ۹ جون تک نیویارک میں کانفرنس منعقد ہوئی۔ اسی لئے اس کا نام بیجنگ + ۵ قرار دیا گیا کہ یہ بیجنگ کانفرنس کے پانچ سال بعد ہو رہی تھی۔ اس کانفرنس کا اصل عنوان تھا:

''۲۰۰۰ء کی خواتین اور اکیسویں صدی میں صنفی مساوات، امن اور ترقی''

"Women 2000, Gender, Equality, Development and Peace in the 21st century."

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کانفرنس میں اقوامِ متحدہ کے ممبر ممالک جہاں سرکاری طور پر شامل ہوئے وہیں این جی اوز کے کثیر تعداد میں وفود بھی شامل ہوئے۔ اگرچہ بیجنگ کانفرنس کے شرکاء اور مندوبین کی تعداد اس کانفرنس کے مقابلے میں بہت زیادہ تھی۔ مگر یہ کانفرنس اس لحاظ سے زیادہ اہمیت کی حامل تھی کہ اس میں بیجنگ کانفرنس کے دوران طے کئے گئے این جی اوز کے بارہ نکاتی ایجنڈوں کی توثیق اقوامِ متحدہ کی طرف سے ہوکر اسے تمام ممبر ممالک پر حکماً نافذ کرنے کا پروگرام تھا۔ اور اس کی خلاف ورزی پر اقوامِ عالم ''مجرم ملک'' کے خلاف ایکشن لینے کی مجاز قرار دی گئی تھیں۔ یعنی نہ عمل کرنے والے ملک پر عراق وکیوبا جیسی اقتصادی پابندیاں اور طاقت کا استعمال بھی کیا جاسکتا ہے۔

کانفرنس کے لئے تیاریاں

بیجنگ پلس فائیو کانفرنس نیویارک کی تیاریاں تو بیجنگ کانفرنس کے فوراً بعد ہی سے شروع ہوگئیں تھیں مگر ۱۹۹۹ء اور ۲۰۰۰ء میں یہ تیاریاں پورے عروج کو پہنچ گئی تھیں۔ اس کے لئے دنیا کے مختلف علاقوں میں وقتاً فوقتاً علاقائی کانفرنسیں منعقد ہوتی رہیں۔ ان میں پہلی ''تیاری کانفرنس'' Prep-com تو ۱۵ مارچ سے ۱۹ مارچ ۱۹۹۹ء تک نیویارک ہی میں منعقد ہوئی۔ پھر نیویارک میں ایک اور کانفرنس ۲۷ فروری سے ۱۷ مارچ تک دوبارہ منعقد ہوئی۔ اس کے علاوہ کھٹمنڈو، بنکاک و دیگر مقامات پر بھی علاقائی کانفرنسیں منعقد ہوتی رہی تھیں۔ (اصل کام ان کانفرنسوں میں انجام دیا جاچکا تھا)

اس کانفرنس کا خصوصی ایجنڈا یہ تھا کہ خاتونِ خانہ کی گھریلو ذمہ داریوں پر اور پھر اس کی تولیدی خدمات پر اس کو باقاعدہ معاوضہ دیا جائے۔ ''ازدواجی عصمت دری'' (یعنی شوہر کا اپنی بیوی کی مرضی کے برعکس اس سے جنسی وظیفہ ادا کرنے) پر قانون سازی کرنا اور فیملی کورٹس کے ذریعے مرد کو سزا دلوانا، طوائف کو جنسی کارکن قرار دینا، ممبر ممالک میں جنسی تعلیم اور کنڈوم کے استعمال پر زور دینا، اسقاطِ حمل کو عورت کا حق قرار دینا، ہم جنس پرستی کا فروغ وغیرہ، چنانچہ انہیں تجویزوں کو رسمی طور پر پانچ دس منٹ کی نمائشی تقریروں کے بعد منظور کرلینے کا پروگرام تھا۔

اسلامی دنیا میں اس کی تیاری: عالم اسلام کے حکمرانوں کو اس غیر اسلامی اور غیر شرعی ایجنڈے پر دستخط کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہ ہوتی مگر عوام کے دباؤ نے بہت سی حکومتوں کو مزاحمت پر مجبور کردیا۔ قاہرہ کانفرنس کے بعد مصر میں نئے عائلی قوانین نافذ ہوئے مگر نہ مصر میں اور نہ اسلامی دنیا میں کوئی احتجاج ہوا۔ مراکش میں بھی اس ایجنڈے کے مطابق قوانین نافذ کئے گئے تو وہاں دس لاکھ خواتین نے مظاہرہ کیا مگر ان کی شنوائی نہ ہوسکی۔

کانفرنس کے درپردہ مضمرات

(۱) امریکہ اپنے نیو ورلڈ آرڈر کے استحکام کے لئے عالم اسلام کا استیصال کرنا چاہتا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) اپنی ملٹی نیشنل کمپنیوں کے لئے دنیا کے ہر علاقہ میں مرد و زن کے امتیاز کے بغیر سستی لیبر اور سستی افرادی قوت حاصل کرنا چاہتا ہے۔ لہٰذا مذہبی اثرات کو زائل کر کے ہر مرد و عورت کو ورکر کی سطح پر لانا چاہتا ہے۔

پاکستان میں اس کانفرنس کی تیاری: چھ سال قبل قاہرہ میں ۱۹۹۴ء میں منعقد ہونے والی بہبود آبادی کانفرنس کے نتیجے میں پاکستان میں بہت سی این جی اوز (غیر سرکاری تنظیمیں) وجود میں آئیں۔ بیجنگ کانفرنس کے بعد ان کی تعداد میں مزید اضافہ ہوگیا۔ ملک میں فیملی پلاننگ کو بہت زیادہ اہمیت دی گئی۔ جگہ جگہ بہبود آبادی سنٹر کھل گئے۔ ستارہ اور چابی والی گولیاں (مانع حمل ادویات) ملک میں عام ہوئیں۔ ایڈز سے بچانے کے بہانے ملک میں ہم جنس پرستی کے بارے میں وسیع پراپیگنڈہ کیا گیا۔ وطن عزیز میں بے حیائی و فحاشی کو بہت فروغ حاصل ہوا۔ پرنٹ اور الیکٹرانک ذرائع ابلاغ، ٹی وی، ڈش، کیبل، انٹرنیٹ، فحش لٹریچر، ماڈلنگ، وڈیو گیمز وغیرہ کے ذریعے فحاشی کے مظاہر بہت زیادہ بڑھ گئے۔ اغوا، عصمت دری پھر گینگ ریپ اور گھروں سے دوشیزاؤں کے فرار کے واقعات میں معتد بہ اضافہ ہوا۔ اسی پس منظر میں ''صائمہ ارشد لو میرج کیس'' بھی منظر عام پر آیا جس نے مغربی یلغار کو وطن عزیز میں مزید فروغ دیا۔ خواتین کے بینک اور 'خواتین پولیس سٹیشن' قائم ہوئے۔

۱۹۹۴ء میں حکومت پاکستان نے خواتین کی اصلاح و ترقی کے نام پر ایک ''خواتین تحقیقاتی کمیشن'' ترتیب دیا تھا۔ اس کے ممبران میں زیادہ تر این جی اوز کے نمائندے شامل تھے۔ خصوصاً عاصمہ جہانگیر (جو یو این او کی باقاعدہ تنخواہ دار ایجنٹ ہے اور جس کا مشن ہی پاکستان میں مغربی اباحیت کو فروغ دینا ہے) جیسے لوگ یہ رپورٹ تیار کر رہے تھے۔ ۱۹۹۷ء میں انہوں نے رپورٹ پیش کی تھی۔ اس میں پاکستانی خواتین کے لئے بیجنگ کانفرنس والا ایجنڈا ہی پیش کر دیا۔ اس کے بعد ان خواتین نے غیرت کے نام پر ہونے والے قتل کے خلاف اس زور سے دہائی دی کہ موجودہ حکومت نے ۲۰/ اپریل ۲۰۰۰ء کو ہونے والی انسانی حقوق کانفرنس میں ایسے قتل کو قتل عمد ٹھہرا کر اس کی سزا موت قرار دے دی۔ پھر پاکستان کی فوجی حکومت این جی او کابینہ نے بلدیاتی انتخابات میں عورتوں کی پچاس فیصد نشستیں دینے کا اعلان کر کے اسی ایجنڈے پر عملدر آمد کیا۔ حیرت ہے کہ ان اقدامات پر پاکستان میں بہت کم ردّعمل دیکھنے میں آیا۔ بلکہ یہاں سے این جی اوز نے بیجنگ ڈرافٹ پر پیش رفت کے سلسلے میں باقاعدہ اپنی رپورٹ درج کروائی کہ یہاں بے نظیر بھٹو صاحبہ کے دور میں اس ایجنڈے پر تیز رفتاری سے عمل جاری رہا، اور رکاوٹوں کو دور کرنے کی ہر ممکن کوشش کی گئی۔ مگر نواز شریف کے دور میں ساری پیش رفت جامد ہو کر رہ گئی۔

سرکاری سطح پر کانفرنس کے لئے جو پاکستانی وفد نیو یارک گیا۔ اس میں سماجی بہبود اور خواتین کی وزیر شاہین عتیق الرحمن، ڈاکٹر یاسمین راشد، زرّین خالد، ثمینہ پیرزادہ اور ڈاکٹر رخسانہ شامل تھیں۔ جبکہ وفاقی وزیر تعلیم زبیدہ جلال اس کی سربراہ تھیں۔ ان کے ساتھ کئی دانشور خواتین بطور مبصر بھی گئی تھیں۔ کئی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

این جی اوز بھی عاصمہ جہانگیر کے ہمراہ وہاں موجود تھیں۔

علماءِ کرام اور بہی خواہوں کا مسلمانوں اور خصوصاً مسلم حکمرانوں کو انتباہ

☆ مسلم ورلڈ جیورسٹس ایسوسی ایشن کے صدر جناب اسماعیل قریشی نے لاہور ہائیکورٹ میں اس کانفرنس کے غیر شرعی اور غیر اسلامی نکات کے خلاف رٹ دائر کی۔ نیز انہوں نے زبیدہ جلال، وفاقی وزیر تعلیم کی سربراہی میں اپنا وفد بھیجنے کی بھی مخالفت کی ۔ جبکہ دوسری دینی جماعتیں بھی موصوفہ کی مغرب نوازی کی بنا پر شدید تنقید کر رہی تھیں۔ آخر حکومت نے لاہور ہائی کورٹ کو یقین دلایا کہ ہمارا وفد اسلام کے خلاف نکات کی اس کانفرنس میں مخالفت کرے گا اور قرآن وسنت سے متصادم کسی شق کو قبول نہیں کرے گا۔

☆ اسی طرح رابطہ عالم اسلامی کے سیکرٹری جنرل ڈاکٹر عبداللہ بن صالح العبید نے دنیا بھر کے مسلمانوں کے نام بالعموم اور رائے عامہ کے نمائندوں کے نام بالخصوص ایک خط لکھا جس میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے ۵۴ ویں اجلاس کی جانب توجہ دلائی جو ۵ تا ۹ جون نیویارک میں ہو رہا ہے: "یہ خواتین کے بارے میں اس کا ۲۳ واں سیشن ہوگا۔ جس کے لئے "اکیسویں صدی میں خواتین کے لئے مساوات ترقی اور امن کا عنوان" اختیار کیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ان سب خواتین کانفرنسوں کا مقصد خاندان کے ادارے کو ختم کرنا اور خواتین بلکہ نوجوان نسل میں اخلاقی بے راہروی اور والدین سے بغاوت پیدا کرنا ہے۔ اللہ نے مسلمانوں کو نیک کاموں میں تعاون کرنے اور برے کاموں سے الگ رہنے کا حکم دیا ہے۔ لہٰذا نئے عالمی نظام کے اقوام متحدہ کی چھتری تلے منظم حملے کے خلاف سوچنا اور تدبیر کرنا تمام مسلم اُمہ کی ذمہ داری ہے۔ یہ حملہ صرف مسلم اقدار کے خاتمے کے خلاف سازش نہیں بلکہ دنیا بھر میں انسانی حقوق کے پردے میں تمام انسانی رشتوں بلکہ خود انسان کی پہچان کو تبدیل کر دینے کے مترادف ہے۔"

☆ سابق صوبائی وزیر اطلاعات پیر بنیامین رضوی نے امریکہ میں ہونے والی اس کانفرنس کو اسلام کے خلاف شرمناک سازش قرار دیا۔ جس میں ہم جنس پرستی کو جائز، اسقاطِ حمل کو فروغ اور طوائفوں کو جنسی کارکن قرار دیا جا رہا ہے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ این جی اوز کی نمائندہ وفاقی وزیر زبیدہ جلال کو حکومت فوراً واپس بلائے نیز اس کانفرنس کے بائیکاٹ کا اعلان کرے۔ بلکہ انہوں نے اسلامی ممالک کے تمام سربراہوں سے بھی اپیل کی کہ وہ فوری طور پر اپنے نمائندے اس کانفرنس سے واپس بلا کر اپنے مسلمان ہونے کا ثبوت دیں۔ اسی طرح پاکستان کی تمام دینی جماعتوں نے بھی فرداً فرداً اس کانفرنس کو اپنے مذہب، عقیدے، ایمان اور اقدار کی تباہی کے یہودی منصوبے کے خلاف ڈٹ جانے کی تلقین کی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شدید تنقید کی وجہ

یہ ساری تنقید اس بنا پر تھی کہ یو این او کے نمائندوں نے اہم نوٹس جاری کیا تھا: ''یہ کانفرنس پہلی تمام پیش رفت کا جائزہ لے گی'' پھر بیجنگ پلیٹ فارم فار ایکشن کے ۱۲ نہایت اہم نکات کا جائزہ لے کر انہوں نے افسوس ظاہر کیا کہ ''افسوس لوگوں پر ابھی تک روایتی جنسی شناخت طاری ہے اور عورت کے خلاف جنس کی بنا پر امتیازی سلوک، مرد وزن کی مساوات قائم کرنے میں بڑی رکاوٹ ہے۔ پھر حکومتوں نے بھی ایسے اقدامات پر توجہ دی، نہ ہی انہوں نے اس امر پر زور دیا جس سے عورتوں کے تولیدی حقوق اور جنسی صحت کے متعلق حقوق پر عملدرآمد ممکن ہو سکے۔ اس لئے اب یو این او بین الاقوامی تنظیموں، مہذب معاشروں، سیاسی جماعتوں، ذرائع ابلاغ، نجی شعبہ سب کی یکساں ذمہ داری قرار دیتی ہے کہ وہ ایسی عوامی بحث کا آغاز کریں اور باقاعدہ مہم چلائیں جس سے جنس سے متعلقہ امور پر کھلے عام بات چیت ہو، عمومی رویے زیر بحث آئیں، نئے تصورات جنم لیں اور جائزہ لیا جائے کہ مرد وعورت کی مساوات پر کس حد تک عمل ہو سکتا ہے۔ پھر شعبہ تعلیم میں کام کرنے والوں کو رسمی وغیر رسمی ذرائع اختیار کر کے یہ بیداری پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اسی طرح بین الاقوامی تنظیموں، آئی ایم ایف، ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن، گروپ آف سیون G7 اور دیگر بین الاقوامی اداروں کو جنس کی مساوات کو فیصلہ سازی کا اہم حصہ بنانا چاہئے۔

تجزیہ

خواتین کے اختیار واقتدار میں اضافہ، ہر فورم پر ان کی پچاس فیصد نمائندگی، اسقاطِ حمل کا حق، تولیدی خدمات اور گھریلو خدمات پر معاوضہ طلب کرنا، ہم جنس پرستی کو قانونی جواز مہیا کرنا، شوہر کے ہاتھوں ازدواجی عصمت دری اور مساواتِ مرد وزن کا نعرہ، کیا یہ سب بیسویں صدی کے پرفریب نعرے نہیں ہیں۔ عورت آخر کون سا اِقتدار مانگ رہی ہے، کیا ماں کی حیثیت سے وہ معاشرے کا قوی ترین کردار نہیں ہے؟ کیا بیوی کی حیثیت سے وہ اپنے خاوند کی مشیر اور شریکِ سفر نہیں ہے؟ وہ تو گھر کی ملکہ ہے۔ بہن اور بیٹی کی محبت تو بڑے بڑے سنگدلوں کو پگھلا کر موم کر دیا کرتی ہے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ مسلمان خاتون طاقتور نہیں ہے یا مرد برتر ہے اور عورت کم تر۔ یہ سارے مسائل مغربی معاشروں کے تو ہو سکتے ہیں۔ مگر دین اسلام تو بذاتِ خود محسن انسانیت ہے۔ وہ تو ۱۴ سو برس قبل عورت کو بن مانگے اتنے بڑے حقوق عطا کر چکا ہے، جس کے لئے مغربی عورت ابھی تک کشکولِ گدائی لئے ماری ماری پھر رہی ہے۔ مظاہروں، ہڑتالوں، جلوسوں، سیمیناروں اور کانفرنسوں کے ذریعے اپنے جائز حقوق مانگتے مانگتے بے راہروی کی راہ پر نکل کھڑی ہوئی ہے۔ لہٰذا ہمارے ہاں کی خواتین کی حق تلفیوں اور انہیں ان کے حقوق سے بہرہ ور کرنے کی جو باتیں بہت دلسوزی سے کی جا رہی ہیں، یہ دراصل اسلام کے خاندانی نظام اور اخلاقی اقدار کو بیخ و بن سے اکھاڑ کر کفر کے نظام کو ان پر مسلط کرنے کی سازش ہے اور یہ باتیں کرنے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والے بھی اہل مغرب کے ایجنٹ ہیں۔ دراصل کانفرنس کے محرکین کو عورت سے کوئی ہمدردی نہیں۔ اگر فی الواقع ایسا ہوتا تو کشمیر، فلسطین، چیچنیا، بوسنیا، کوسووا، اراکان اور دیگر خطوں میں جبری عصمت دری کا شکار ہونے والی عورتوں کا مسئلہ بھی ایجنڈے پر موجود ہوتا۔ اس طرح خواتین کے کئی اور بھی اہم مسائل تھے جو ان کی نظروں سے اوجھل رہے۔ ان کی توجہ تو صرف خرافات پر مبذول رہی جس سے خود خواتین بھی پریشان ہوں اور معاشرہ بھی تباہی سے دوچار ہو۔ مغرب کی عورت تو ان پریشانیوں سے تنگ آکر اسلام کے سائے میں پناہ ڈھونڈھ رہی ہے مگر مشرقی عورت کو اسی تباہی کی راہ پر ڈالا جارہا ہے۔

خواتین کی تمام اداروں میں پچاس فیصد نمائندگی بھی اسی طرح ایک ناقابل عمل تجویز ہے مثلاً اس حکم کے تحت جنرل پرویز مشرف صاحب نے بلدیاتی کونسل میں خواتین کی پچاس فیصد نمائندگی کا حکم دیتے ہوئے کہا کہ خواتین کی عدمِ شرکت کی صورت میں یونین کونسل میں ان کی چاروں نشستیں خالی رکھی جائیں گی۔ دوسرے الفاظ میں یونین کونسل میں آٹھ افراد کی بجائے صرف چار (مرد) افراد سے کام چلایا جائے گا۔ زمینی حقائق یہ ہیں کہ چند بڑے شہروں کو چھوڑ کر عام قصبوں اور دیہات میں عورت کسی دفتر، بینک، ڈاک خانے، ریلوے آفس وغیرہ میں نظر نہیں آتی۔ پھر یونین کونسل کے ممبر کی ذمہ داریاں اس نوعیت کی ہوتی ہیں کہ عموماً عورت ان سے بخوبی عہدہ برآ نہیں ہوسکتی۔ اس سے ترقی کی رفتار بھی سست ہوگی۔ مگر ساتھ مخلوط معاشرت سے بہت سی نئی الجھنیں پیدا ہوں گی۔

مسلم ممالک کو تو چھوڑیئے، خود مغربی ممالک کا بھی یہی حال ہے۔ امریکہ کے پورے دور میں اب آکر ایک خاتون میڈلن البرائٹ وزیر خارجہ بن سکی ہے۔ اب تک کوئی خاتون امریکی صدر نہیں بن سکی۔ امریکہ کے ایوانِ نمائندگان میں بھی عورتوں کا تناسب صرف ۲ فیصد ہے اور جرمن پارلیمنٹ میں صرف ۷ فیصد، برطانیہ میں یہ تناسب صرف ۳ فیصد ہے۔ اس طرح انتہائی ترقی یافتہ اور تعلیم یافتہ معاشروں میں مجموعی طور پر عورت کی شرکت کا تناسب صرف ۱۲ فیصد ہے۔ تو یہ پچاس فیصد کی سطح پر کیسے لایا جاسکتا ہے۔ ایشیائی ممالک میں تو خواتین وزراءِ اعظم کی کثرت ہوگئی ہے مگر مغربی ممالک میں تو نقشہ اس سے بہت بدلا ہوا ہے۔

جب حقائق کی دنیا اس فریب کا پردہ چاک کررہی ہے تو پھر زبردستی یو این او کے اس کفر پر مبنی یہودی نظام کو مسلم ممالک پر مسلط کرنا بہت بڑی گمراہی نہیں تو اور کیا ہے......؟

خاتون خانہ کے گھریلو کاموں اور تولیدی خدمات پر محنت کا معاوضہ: یہ مطالبہ بھی انتہائی شرمناک ہے۔ عورت تو اپنے گھر کی ملکہ ہے۔ مرد مشکل ترین کام کرتا ہے یعنی باہر کے گرم، سرد موسم کی تلخیاں اور صعوبتیں برداشت کرکے کما کر اپنی محنت مزدوری عورت کے ہاتھ پر لاکر رکھ دیتا ہے کہ وہ اس کو اپنی صوابدید کے مطابق خرچ کرے اور گھر کا سارا نظم ونسق چلائے۔ کیا مرد اس کو اپنا مزدور سمجھ کر وہ رقم اس کے حوالے کرتا ہے؟ عورت اپنے بچوں کی پرورش کرتی ہے، ان کو جنم دیتی ہے تو اس کی اپنی نفسیات تسکین

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاتی ہے۔کوئی عورت بچوں کے بغیر اپنے آپ کو غیر مکمل اور ادھوری سمجھتی ہے۔اس کی مامتا کا یہ تقاضا ہوتا ہے کہ اس کے ہاں بچہ پیدا ہو، اس طرح اس کی ذات کی تکمیل ہو سکے، پھر اس کے بچے کو کوئی اور کیوں پالے، وہ اس کا لختِ جگر ہے، اس کا گوشت پوست ہے، بچے کی خوشی اس کی اپنی خوشی ہے۔ بچے کی بیماری سے خود عورت پژمردہ اور مضمحل ہو جاتی ہے۔ آخر وہ اپنے بچے کو جنم دینے اور پرورش کرنے میں اور اس کی تعلیم و تربیت کرنے میں جو فرحت اور سچی خوشی محسوس کرتی ہے۔ دنیا کی کون سی چیز اس کا نعم البدل بن سکتی ہے؟ کیا انسانی حقوق کے نام نہاد علمبردار حقیقی والدہ کو نوکر بنا کر رکھ دینا چاہتے ہیں۔ جذباتی مطالبے کرنا، تحریریں اور مضمون لکھ دینا تو اور چیز ہے مگر زمینی حقائق بالکل مختلف ہیں۔ خصوصاً پاکستانی عورت تو اپنے معاشرے میں بہت زیادہ غالب اور ہمہ مقتدر ہے کہ مرد اپنی ساری کمائی لا کر اس کے ہاتھ پر رکھ دیتا ہے اور پھر اپنی چھوٹی موٹی ضرورت کے لئے بھی عورت سے وقتاً فوقتاً مانگتا رہتا ہے۔

اب خود سوچ لیں کہ مسلمان خاتون کے لئے ماں بننے کا اعزاز پھر تربیتِ اطفال کی ذمہ داری دنیا میں سکون و طمانیت کا باعث ہے اور عاقبت میں عظیم اجر و ثواب کا باعث، کیا اس کی جگہ دفتروں میں ملازمت کر کے یا مرد سے اس خدمت کا معاوضہ طلب کر کے چند ٹکے حاصل کر لینا باعثِ فخر و اعزاز ہے ...... یا اس کی مامتا کے منہ پر زبردست طمانچہ......؟

جہاں تک سیکس فری معاشرہ قائم کرنے کی بات ہے تو کیا وہ مرد یا عورت ہونے کا شعور ہی ختم کر دینا چاہتے ہیں؟ یہ شعور یا جبلت تو حیوانوں میں بھی موجود ہے۔ نر جانور مادہ جانور کو خوب جانتا پہچانتا ہے۔ مادہ جانور اپنی خلقی و جبلی ذمہ داریوں سے آگاہ ہوتی ہے۔ اور اگر اس سے یہ مراد ہے کہ عورت ہر وہ کام کر سکتی ہے جو مرد کرتا ہے، اس لئے ان میں کوئی امتیاز نہیں ہونا چاہئے تو پھر بھی یہ ایک مہمل اصطلاح ہے۔ کیا واقعی عورت مرد کی محتاج نہیں ہے؟ کیا واقعی عورت ہر وہ کام کر سکتی ہے جو مرد کرتا ہے؟ اور کیا واقعی مرد بھی وہ کام کر سکتا ہے جو عورت کی ذمہ داری قدرت نے بنا دی ہے؟ یا پھر اس سے مراد خواتین ہم جنس پرست، مرد ہم جنس پرست اور شادی کے بغیر ساتھ رہنے والے جوڑے ہیں جو جنس کی ہر ذمہ داری سے آزاد رہنا چاہتے ہیں......؟؟

کم از کم ہمیں تو اس اصطلاح کا مفہوم سمجھ میں نہیں آسکا، یا اس سے مراد مخنث افراد کا معاشرہ پیدا کرنا مقصود ہے، جو صرف ناچ گانا اور اچھل کود ہی جانتا ہو، نہ وہ مردوں کی سی ذمہ داریاں ادا کر سکے، نہ عورتوں کے فرائض انجام دے سکے اور اس طرح تمدن کو زبردست تباہی سے دوچار کرنا چاہتے ہیں۔ غالباً اسی لئے زنا کی آزادی اور اسقاطِ حمل کی آزادی طلب کی جا رہی ہے اور ہم جنس پرستی کو فروغ دیا جا رہا ہے۔ دوسری طرف بے نکاح خاندانوں کی سرپرستی کی جا رہی ہے۔

دستاویز کا ایک اہم نکتہ ''شوہروں کے ہاتھوں بیویوں کی عصمت دری ہے'' جسے **Marital Rape** کہا گیا ہے۔ پھر شوہر کے ہاتھوں، بیوی پر جنسی زیادتی سے نبٹنے کے لئے فیملی کورٹس کے ذریعے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مناسب قانون سازی کر کے مردوں کو سزا دلوانے کی سفارش کی گئی ہے۔ یاد رہے کہ عورت کے لئے مغرب میں جنسی ورکر کی اصطلاح موجود ہے۔ پھر انہوں نے قانونِ وراثت میں بھی مردوں اور عورتوں کو برابر حصہ دے کر اسلامی قوانین کو منسوخ کرنے کا حکم دیا ہے۔ دستاویز میں واضح طور پر ہدایات دی گئی کہ قانون سازی اور اصلاحات کے ذریعے جائیداد اور وراثت میں مرد وزن کے مساوی حقوق کو یقینی بنانے کے لئے اقدامات کئے جائیں۔

کیا عورت مجرد عورت ہے جسے مرد کے بالمقابل کھڑا کیا جارہا ہے اور اس کے دل میں مرد کے خلاف زبردستی نفرت ٹھونسی جارہی ہے۔ حالانکہ مرد اس کا باپ ہے، بھائی ہے، شوہر ہے، اور بیٹا ہے۔ کیا وہ اپنے ان عزیز ترین رشتوں سے دست بردار ہونے کو تیار ہے۔ کیا وہ خود ہی باپ، بھائی، بیٹے کے کردار ادا کر لے گی؟ اس کی نفسیات اور اس کا جسمانی نظام تو پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ ایسا ہونا ناممکن ہے تو پھر یہ ساری اچھل کود کیوں......؟

مغرب نے تو اس بے روک ٹوک جنسی آزادی کے کچھ نتائج تو دیکھ ہی لئے ہیں۔ گھر برباد ہوگئے، بوڑھے ماں باپ، اولڈ ہاؤسز کی زینت بنے، بچے **Day Care Centres** میں پلنے لگے، بحرِ محبت ساحلوں پر ٹھاٹھیں مارنے لگا، ہوٹل اور پارک آباد ہوئے، ہسپتالوں نے وِلادت اور موت کا فریضہ سنبھال لیا۔ یہ تو صرف آزادیٔ نسواں کا کچھ اعجاز ہے۔ اب عورت کو پچاس فیصد نمائندگی دے کر اور اسقاطِ حمل و ہم جنس پرستی کا مزید بنیادی حق دے کر اسے طاقتور بنانا مقصود ہے تو پھر یہ ڈرامہ کیا سین دکھائے گا۔ بقولِ اقبالؒ تو "نسوانیتِ زن کا نگہبان ہے فقط مرد"...... اب عورتیں مرد کو درمیان سے نکال کر چند سکے تو کما لیں گی، مگر یہ سکے اس کی عزت، آبرو، ناموس، تمدن، ثقافت، عفت و عصمت اور شرم و حیا جیسی اعلیٰ اقدار کا گلا گھونٹ دیں گے اور عالم انسانیت وسیع ترین جنگل کی حیثیت اختیار کر جائے گا۔ حضرت لوطؑ کے دور میں اہل سدوم کے غیرِ فطری رویہ کا کتنا عبرتناک انجام قرآن پاک میں بیان کیا گیا ہے۔ کیا اب اس انجام سے بچا جاسکتا ہے؟؟

مغرب میں تو یہ تمام بربادی ان کی اپنے غلط رویوں کی بنا پر خود بخود آئی مگر اب مغرب کے ٹھانیدار اس تمام خانماں بربادی کو یو این او کے ذریعے ساری دنیا پر مسلط کرنا چاہتے ہیں۔ کتنا بڑا ظلم، جبر اور ناانصافی ہے......؟

پانچویں عالمی کانفرنس کا انعقاد

کانفرنس کا ایجنڈا تو سارا پہلے سے تیار ہوچکا تھا۔ اس موقعہ پر تو صرف پانچ تا دس منٹ کی نمائشی تقریروں میں اس ایجنڈے کی توثیق کرنا مقصود تھا۔ مگر عملاً بحث شروع ہوئی تو تمام نکات پر ترتیب وار خوب بحث مباحثہ ہوا۔ اس کانفرنس میں بیشتر مسلم ممالک شامل ہوئے۔ روزنامہ "نوائے وقت" ۱۰ رجون

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اس کے بارے میں لکھا: ''نیو یارک میں عورتوں کے جنسی حقوق کے مسئلے پر اسلامی ممالک اور رومن کیتھولک ممالک ایک ہوگئے۔ جنسی حقوق (جن کا نام بیجنگ کانفرنس میں بدل کر بنیادی انسانی حقوق قرار دیا گیا تھا) میں اسقاطِ حمل اور مرضی سے بچے جننے کا حق بھی شامل ہے۔ ایران، لیبیا، سوڈان اور پاکستان کے علاوہ رومن کیتھولک ملکوں پر بھی اس کانفرنس میں شدید تنقید کی گئی۔ محض اس لئے کہ انہوں نے اس دستاویز کی مخالفت کیوں کی؟

> ''غیرت کے قتل کے موضوع پر بھی خوب تنقید ہوئی مگر بہرحال پاکستانی وفد نے اس کو جرم تسلیم نہ کیا۔ ان کا موقف یہ تھا کہ امریکہ میں بھی تو جذبات کے تحت قتل ہوتا ہے۔ جذبات کے تحت قتل اور غیرت کے نام پر قتل دراصل دونوں ایک ہی چیز کے نام ہیں، لہٰذا ہم اسے جرم تسلیم نہیں کرتے'' (روزنامہ ''نوائے وقت'' ۱۰/ جون ۲۰۰۰ء)

چنانچہ یہ کانفرنس شدید مخالفت کے باعث کسی نتیجہ پر پہنچے بغیر ہی ختم ہوگئی صرف عورتوں کی تعلیم اور بہتر صحت کی سہولتوں پر ہی اتفاق رائے ہوسکا۔ حسن اتفاق یہ ہے کہ خود رومن کیتھولک چرچ نے بھی ابتدا ہی سے بیجنگ کانفرنس کے ایجنڈے کی مخالفت کی تھی۔ چنانچہ اس کانفرنس میں بھی انہوں نے جنسی آزادی اور اسقاطِ حمل جیسے فضول ایجنڈے کی کھل کر مخالفت کی۔ علاوہ ازیں جمہوریہ چین نے بھی ان سفارشات کی مخالفت کی۔ چنانچہ کانفرنس سے واپسی پر خواتین کی صوبائی وزیر شاہین عتیق الرحمٰن نے رپورٹ پیش کی

> ''چین اور کیتھولک عیسائی ممالک نے بھی مسلم ممالک کے موقف کی اس بنیاد پر بھرپور حمایت کی کہ کوئی ایسی قرارداد منظور نہیں ہونی چاہئے جو کسی ملک کی خودمختاری، مذہب اور کلچر کے منافی ہو...... خواتین کی عالمی کانفرنس میں مسلم ممالک کی حمایت سے مغربی این جی اوز کی اسقاطِ حمل اور جنسی آزادی کی سفارشات مسترد کروائی گئیں۔ پاکستانی عورت کے خلاف لابنگ سے کیا جانے والا پراپیگنڈہ غلط ثابت کیا۔ ہمارے وفد کو ہر سطح پر بھرپور نمائندگی ملی۔ بھارت کے مقابلے میں ہمارا سرکاری وفد اگرچہ مختصر تھا مگر اپنی کارکردگی کی بدولت یہ وفد کانفرنس پر چھایا رہا۔ ہم نے کانفرنس میں بتایا کہ پاکستانی عورت پر تشدد اور دباؤ کے الزامات بالکل غلط ہیں۔ یہ محض پروپیگنڈہ کا حصہ ہیں۔ ہماری عورت ترقی کی دوڑ میں شامل ہے۔ اسے تمام بنیادی حقوق اور شہری آزادیاں حاصل ہیں''
>
> اس دوران پاکستانی این جی اوز، اپنے ملک کے ہی خلاف زہر اُگلنے میں اور ذاتی گفتگو میں مصروف رہنے کے باعث کوئی عملی کردار ادا نہ کرسکیں۔ (روزنامہ ''نوائے وقت'' ۱۶/ جون ۲۰۰۰ء)

مقامِ غوروفکر

گذشتہ خواتین کانفرنسوں میں اسلامی حکومت کے نمائندوں نے اپنی مذہبی تعلیمات، عقیدے اور ایمان کے صریحاً منافی احکام کی مخالفت ومزاحمت نہیں کی تھی بلکہ چند تحفظات کا اظہار کردینا کافی خیال

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا۔ جبکہ موجودہ کانفرنس کا ایجنڈا اس کفریہ نظام کو جبراً رکن ممالک پر مسلط کرنا تھا۔ لہٰذا دینی جماعتوں، علماء اور امت کے اہل نظر اصحاب نے اپنی اپنی حکومتوں کو خوب سمجھایا اور بغیر سوچے سمجھے اس کانفرنس کے ایجنڈے پر دستخط کرنے کے خطرناک عواقب سے ان کو آگاہ کیا تو اللہ تعالیٰ کی مدد بھی آن پہنچی۔ جمہوریہ چین نے بھی اپنے مفادات کے تحت ایجنڈے کی مخالفت کی۔ رومن کیتھولک چرچ نے بھی اس کے خلاف آواز بلند کی۔ اس طرح یہ شیطانی اور یہودی منصوبہ وقتی طور پر اپنی موت آپ مرگیا۔ فللّٰہ الحمد

مگر اس کے خلاف طویل منصوبہ بندی کرنا بہت ضروری ہے۔ اقوامِ متحدہ کے نمائندے بار بار اس ایجنڈے کو ہمارے سروں پر مسلط کرنے کی کوشش کرتے رہیں گے۔ جس طرح اقلیتوں کے مسئلے پر، توہین رسالت کے موضوع پر، قتل غیرت کے نام پر اور دہشت گردی کے خاتمے کے عنوان سے بار بار ہم سے مطالبے کئے جاتے ہیں اور ان موضوعات پر ہونے والے پیش رفت کا سوال بار بار مختلف فورمز سے اٹھایا جاتا ہے، بعینہٖ جنسی آزادی، اسقاطِ حمل اور پچاس فیصد خواتین کی نمائندگی کے مسائل بار بار اٹھائے جاتے رہیں گے۔ لہٰذا ہمیں مسلسل بیدار رہنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ اگر موٴثر مزاحمت نہ ہوئی تو یہ انسانیت دشمن ایجنڈا مسلم ممالک کو قبول کرنا پڑے گا اور جو قبول نہیں کرے گا اس کے خلاف مجرموں والا سلوک ہوگا یعنی عراق و لیبیا کی طرح پابندیاں لگائی جائیں گی اور طاقت کا استعمال بھی کیا جائے گا۔ اس وقت مسلمانانِ عالم کو ایک عظیم فتنے کا سامنا ہے۔ شیطان مسلسل پیش قدمی کر رہا ہے۔ اگر اب بھی اس کے خلاف موٴثر مزاحمت کا سامان نہ کیا گیا تو خدانخواستہ وہ دن آسکتا ہے جب مسلمانوں کو جبراً اسلام اور اسلامی تعلیمات سے روک دیا جائے گا۔ ع ہے جرمِ ضعیفی کی سزا مرگِ مفاجات

۱۔ اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ ہمارے ہاں غور و فکر کے مختلف فورم بنیں، جہاں محض تقاریر نہ ہوں۔ ان عالمی اداروں میں پیش آنے والے عالمی چیلنجز کا جواب ہم ٹھوس انداز میں دے سکیں۔ یہ فرض ہم پر اُمت مسلمہ کے فردکی حیثیت سے عائد ہوتا ہے۔ ٹھوس بنیادوں پر کام کئے بغیر ہم ان طوفانوں کا رخ نہیں موڑ سکتے۔

۲۔ ہمارے ہاں ہندوانہ رسم و رواج کی وجہ سے بلاشبہ عورت بہت سے مصائب کا شکار ہے۔ ضرورت ہے کہ اس کی جائز محرومیاں دور کی جائیں اور اسلام نے عورت کو جو حقوق دیئے ہیں، ان کے بارے میں رائے عامہ بیدار کی جائے۔ عورت کے ساتھ عمومی رویے بہتر بنائے جائیں۔ تعلیم صحت، وراثت، حق ملکیت، حسن سلوک، انتخابِ زوج جیسے حقوق جو اسلام نے اسے عطا کئے ہیں، فی الواقع عورت کو یہ حقوق دے کر اس کی عزت و تکریم کا احترام کیا جائے، اس کے مقام و مرتبہ کو معاشرے میں بحال کیا جائے۔

۳۔ اسلام نے عورت کو جو بہترین حقوق دیئے ہیں۔ خود اپنے معاشروں میں اور بین الاقوامی فورمز میں ان کو وضاحت اور خوبصورتی سے پیش کیا جائے۔ آج کی مسلمان عورت کو اپنے دین، اخلاقی اقدار

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور علم کے ہتھیار سے مسلح ہو کر اپنے اسلاف سے رشتہ جوڑتے ہوئے اعتماد سے قدم اٹھانا ہوں گے تاکہ آنے والی صدی میں خواتین سے متعلقہ چیلنج کا علمی اور عملی دونوں سطح پر موثر جواب دیا جاسکے۔

۴۔ نیو ورلڈ آرڈر جاری کرنے کے بعد سے امریکہ ہر ممکن طور پر مسلم ممالک کو الگ الگ دبا رہا ہے۔ اس کو احساس ہے کہ اس کے اس آرڈر کو صرف اسلام ہی چیلنج کرسکتا ہے۔ اس لئے امریکہ اور یہودی مسلمانوں کو مسلسل کمزور کرنے اور تقسیم در تقسیم کرنے کی سازشوں میں مصروف ہیں۔ لہٰذا جلد از جلد مسلمانوں کو متحد ہو کر اپنی یونین قائم کرنی چاہئے یا تو سلامتی کونسل میں اپنی اکثریت کی بنا پر دو تین مستقل ووٹ حاصل کریں وگرنہ اپنا مسلم بلاک الگ تشکیل دیں۔ اپنے کردار اور جہاد کے ذریعہ اپنا لوہا منوائیں۔ داخلی اتحاد کے ذریعے نہ صرف اپنے دین کا تحفظ کریں بلکہ دکھی انسانیت تک اسلام کا حیات بخش اور روح پرور پیغام پہنچائیں۔ اسلام کے خلاف زہریلے پروپیگنڈے کا توڑ کریں، اپنی موثر اور معتمد نیوز ایجنسی قائم کریں۔ اپنا مسلم ٹیلیویژن نیٹ ورک قائم کریں اور مظلوم بھائیوں کی مدد کیلئے بین الاقوامی فوج تشکیل دے کر سرخرو ہوں۔ یہی کامیابی کا راستہ ہے۔

مقام مسرت ہے کہ اس موقع پر پاکستان کا سرکاری وفد اس بات پر ڈٹا رہا کہ وہ اپنی اسلامی روایات کے برعکس کوئی ایجنڈا قبول نہیں کرے گا۔ کیونکہ اسلام میں خواتین کی سیاسی و معاشی ترقی کے لئے بھرپور کردار موجود ہے۔ محترمہ زبیدہ جلال نے اس عزم کو بھی اظہار کیا کہ اب ہم او آئی سی کے تمام رکن ممالک کو بھی اعتماد میں لے رہے ہیں تاکہ مغربی معاشرے کی روایات ہم پر مسلط نہ کی جاسکیں۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ حکومت اپنے اس عزم پر قائم رہتے ہوئے پوری اسلامی دنیا کو مغرب کی بڑھتی ہوئی تہذیبی اور ثقافتی یلغار کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار کرے۔ یہ وعدے صرف صفحۂ قرطاس کی زینت بنے نہ رہ جائیں بلکہ ان کو عملی جامہ پہنا کر مسلم اُمہ کی حقیقی فلاح و بہبود کا کام سرانجام دیا جائے۔ (مسز ثریا علوی بنت مولانا عبدالرحمٰن کیلانی ؒ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ